B.A. URDU (Hons)
FIRST YEAR
PAPER - I
poetry

۲۸۷/۹۲

اردو مثنویوں میں سحر البیان کا مقام

میر حسن نے "مثنوی سحر البیان" ۱۷۸۵ء مطابق ۱۱۹۹ھ آصف الدولہ کے عہد میں لکھی۔ میر حسن بارہ مثنویوں کے خالق رہے ہیں۔ اور "سحر البیان" ان کی آخری مثنوی ہے۔ جو جون گلکرسٹ کی فرمائش پر میر شیر علی کے مقدمے کے ساتھ ۱۸۰۵ء میں ہندوستانی پریس کلکتہ سے چھپی۔ اس مثنوی کو سید حسن خان نے مرتب کیا تھا۔ اس کا بحر متقارب مثمن مقصور یا محذوف یعنی فعولن فعولن فعولن فعول میں ہے۔

"مثنوی سحر البیان" کو مثنوی میر حسن، مثنوی بدر منیر و شہزادہ بے نظیر بھی کہا جاتا ہے۔ اس مثنوی میں آصف الدولہ کے عہد کی تصویر کشی اور لکھنوی معاشرت کی بھرپور عکاسی ملتی ہے۔ اس مثنوی کے سلسلے میں حالی "مقدمہ شعر و شاعری" میں لکھتے ہیں کہ

"میر تقی میر کے بعد میر حسن دہلوی کی مثنوی "بدر منیر" نے ہندوستان میں جو بھی شہرت اور مقبولیت حاصل کی ہے وہ نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد آج تک کسی مثنوی کو نصیب ہوئی۔"

میر حسن کی اس شاہکار کے بارے میں صرف حالی ہی کی رائے نہیں بلکہ ملک کے مشاہیر نقاد اس کی مداحی میں رطب اللسان ہیں۔ میر حسن کی یہ آخری تصنیف ہے اور اسی کی وجہ سے میر حسن کو شہرت دوام حاصل ہوئی۔ میر شیر علی افسوس نے اس کا دیباچہ لکھا۔ مصحفی اور قتیل نے اس کی تاریخیں کہیں۔ قصہ بیانیہ رنگ کا ہے۔ اس کا ترجمہ ۱۲۱۷ھ میں میر بہادر علی نے کیا اور "نثر بے نظیر" نام رکھا۔
اس مثنوی کا انداز بیان بہت دلچسپ۔ زبان نہایت ہی سلیس اور آج کی زبان معلوم ہوتی ہے۔

میر حسن کی اسی سادگی اور روزمرہ استعمال کئے جانے والے الفاظ کو دیکھ کر مولوی محمد حسین آزاد نے حیرت سے پوچھا کہ:

"کیا اسے سو برس آگے والے لوگوں کی باتیں سنائی دیتی تھیں جو کچھ کہا صاف وہی محاورہ اور وہی گفتگو ہے جو اب ہم تم بول رہے ہیں"۔

زبان و بیان کی یہ خوبی بہت کم شعراء میں پائی جاتی ہے لیکن میر حسن کی زبان اپنی شستگی، صفائی اور برجستگی میں اپنی مثال آپ ہے۔

محاوروں اور ضرب الامثال کی برجستگی، الفاظ کی شیرینی، موقع و محل کی مناسبت سے الفاظ اور ترکیبوں کا استعمال میر حسن کی قادر الکلامی اور پختہ جمالیاتی شعور کے پیش شواہد ہیں۔ فارسی محاوروں کے ساتھ ہندی الفاظ اور محاوروں کو بھی اسی صفائی اور برجستگی کے ساتھ استعمال کیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔

اس مثنوی میں میر حسن نے ہر کردار کو صحیح طریقے سے اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہ کوشش اسی وقت کامیاب ہو سکتی ہے جب اس کردار کی اپنی زبان بھی استعمال کی جائے۔ اور مثنوی "سحر البیان" میں اسکی بخوبی ثبوت ملتے ہیں۔

مثلاً ایک جگہ پنڈتوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کی زبان و اصطلاحات کا خاص طور پر خیال رکھا ہے۔ نمونہ قابل دید ہے۔

کیا پنڈتوں نے جو اپنا بچار
تو پوتھی کو اپنی لیا پر شمار

جنم پتر اس شاہ کا دیکھ کر
تلا اور برچھیک پر کی نظر

کہا راجہ جی کے ہے گھر پر دیا
چندرما سا بالک تیج ہوئے گا

ایک جگہ باغ میں لونڈیوں کی بے فکری کا منظر پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

ادھر اور ادھر آتیاں جاتیاں
پھاپھے کہیں اور کہیں گالیاں
کہیں ہوئے دی اور کہیں واچھڑے

یہاں "پھاپھے" اور "ہوئے دی" خالص اسی طبقے کا طرز کلام ہے جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ ہندی الفاظ کے علاوہ جگہ جگہ فارسی تراکیب کا استعمال کیا گیا ہے اور فارسی اشعار بھی تضمین کیے گئے ہیں۔

تو کار جہاں را نکو ساختی
کہ باز آسمان نیز پر داختی

بہر حال قصہ کی رنگینی، سوال و جواب کی نوک جھونک، زبان کی پاکیزگی، مضمون کی شوخی اور انداز بیان کی جاذبیت نے واقعی مثنوی کو سحر البیان بنا دیا ہے۔

دیباچہ کے مصنف میر شیر علی افسوس فرماتے ہیں!۔

" مثنوی "سحر البیان" اسم با مسمیٰ ہے۔ اس کا ہر شعر اہل مذاق کے دلوں کو لبھانے کی موہنی منتر ہے اور یہ داستان اس کی سحر سامری کا ایک دفتر کیونکہ فصاحت اور بلاغت کا اس میں ایک دریا بہا ہے۔"

خود میر حسن نے لکھا ہے ؎

ذرا منصفو داد کی ہے یہ جا
کہ دریا سخن کا دیا ہے بہا
زبس عمر کی اس کہانی میں صرف
تب ایسے یہ نکلے ہیں موتی سے حرف
نئی طرز ہے اور نئی ہے زبان
نہیں مثنوی ہے یہ سحر البیان۔

یقیناً میر حسن نے حق بجانب فرمایا ہے۔ زبان اور بیان کا یہ خوش گوار امتزاج شاید ہی کسی اور مثنوی میں ملے۔ میر حسن کی محاکات کو اہل فن نے ہر زاویہ نگاہ سے پرکھا اور ہر اعتبار سے کھرا پایا۔

مولانا حالی فرماتے ہیں :-

"غرض کہ جو کچھ اس مثنوی میں بیان کیا گیا ہے اس کی آنکھوں کے سامنے تصویر کھینچ دی ہے اور مسلمانوں کے اخیر دور میں سلاطین و امراء کے یہاں جو حالتیں ایسے موقع پر گزرتی تھیں اور جو معاملات پیش آتے تھے بعینہٖ اس کا چربہ اُتار دیا ہے"

صاحب شعر الہند فرماتے ہیں :-

"میر حسن کی اصلی خصوصیت جو ہر جگہ نمایاں طور پر نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے سینکڑوں چیزوں کا نقشہ کھینچا ہے اور مختلف مناظر کا مشہد دکھایا ہے۔ لیکن کسی موقع پر فطری انداز سے تجاوز نہیں کیا بلکہ ہر جگہ فطرت کی تصویر کھینچ کر رکھ دی ہے"

مثنوی "سحر البیان" ایک مختصر مثنوی ہے لیکن اس میں اتنی معلومات فراہم کر دی گئی ہیں کہ ان کی جتنی بھی وضاحت کی جائے کم ہے۔ اس طرح میر حسن نے جن جذبات کا ذکر کیا ہے وہ مخصوص خوبیوں کے حامل نظر آتے ہیں۔ یہ مثنوی اس عہد کی پوری عکاسی کرتی نظر آتی ہے چاہے وہ رسومات ہوں یا تہذیب و تمدن۔